

حقانی شہداء:

ایک علمی اور جہادی خاندان کے دوروشن ستارے

شہید عبدالرحمان حقانی اور غازی عبدالحق حقانی

افغانستان دنیا کے ایک بڑے سامراج امریکہ اور اس کے ساتھیوں کے استبدادی پنجہ میں جکڑا ہوا ہے اور ملک کی آزادی اور اسلامی نظام کے لئے جہادی طاقتیں طالبان افغانستان کے سلسلہ میں شہادتوں اور قربانیوں کی تاریخ رقم کر رہی ہیں آئے دن ایسے زیریں داستانوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور سرحد پار سے جھمن جھمن کر سینکڑوں میں سے کوئی ایک آدھ واقعہ ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک غیور نوجوان شہید عبدالرحمن حقانی کی حال ہی میں شہادت اور دوسرے بھائی غازی عبدالحق حقانی کے مختصر حالات درج کئے جا رہے ہیں _____ (ادارہ)

شہید اور غازی کا مختصر تعارف: دونوں بھائی افغانستان کے صوبہ ننگرہار کی مشہور و معروف علمی و

جہادی شخصیت مولانا عبدالباقی حقانی دامت برکاتہم العالیہ کے گھر کے چشم و چراغ ہیں۔ شہید عبدالرحمن کی پیدائش ۱۹۹۳ء میں ہوئی جبکہ غازی عبدالحق نے ۱۹۹۲ء کو اس دنیائے فانی میں قدم رکھا۔ افغانستان میں جاری امریکی جارحیت اور ظلم و ستم سے تنگ آ کر والدین کے ہمراہ ہجرت کا راستہ اختیار کیا اور یوں وطن ہجرت میں ناقابل برداشت تکالیف سینے کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر آٹھ سال تک عصری تعلیم حاصل کرتے رہے۔ چونکہ والد ماجد جہادی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید عالم دین تھے اس لئے دینی تعلیم کی ابتداء گھر سے کی۔ مثل مشہور ہے ”شاپین کے گھونسلے سے شاپین ہی اڑتا ہے“ اولاد میں بھی جہادی جذبہ نمایاں حیثیت سے نظر آ رہا تھا۔ والد ماجد کی دیرینہ خواہش تھی کہ میرے بچے ممتاز علمی اور جہادی شخصیات بن جائیں اس لئے آپ ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی اولاد دینی عصری علوم کے میدان میں شروع ہی سے نمایاں حیثیت کے ساتھ رواں دواں تھے۔

شہید عبدالرحمن کے ذاتی و اخلاقی صفات، علمی استعداد خدمات: سترہ ۱۷ سالہ یہ نوجوان انتہائی باحیاء بے مثال خادم، امانت دار اور ادب کا نمونہ تھا، تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ باجماعت نماز گھر اور مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کا پابند تھا نو عمری کے باوجود کہیں فضول گھومنے پھرنے کی عادت نہیں تھی۔ ہر نام کا اپنا اثر ہوتا ہے والد ماجد نے نیک فانی کے خاطر فرمان نبوی (ﷺ) ان خیر الاسماء عبد اللہ و عبد الرحمن ترجمہ: بیشک ناموں میں بہترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں“ سے نیک فال لیتے ہوئے اپنے نخت جگر کا نام عبدالرحمن رکھا۔ دوسری وجہ یہ کہ اسلامی تاریخ میں اس نام کے بڑے بڑے علماء و صلحاء گزرے ہیں فال اپنے نشانے پر لگا۔ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے حیران کن علمی استعداد عطا فرمائی تھی، مشکل سے مشکل مسائل میں اشارہ کی ضرورت ہوتی اور بس۔ موصوف شہید کمپیوٹر کی دنیا کے

ماہر انسان تھے۔ آپ نے اپنے والد محترم کے علمی سرمایہ کو بڑی کم مدت میں کمپوٹر کے ذریعے مختلف زبانوں میں کمپوز کیا۔ اور اس قیمتی سرمایہ کی حفاظت اور نشر و اشاعت میں حتی الامکان کوشش کی۔ آپ نے جن کتابوں کو کمپوز کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔ حفظ الاسرار بتعلیم سید الابرار علیہ السلام: پشتو، اردو، فارسی، اور عربی زبان میں

۲۔ السياسة والادارة الشرعية فی ضوء ارشادات خیر البریہ علیہ السلام: پشتو، اردو، فارسی، اور عربی زبان میں۔ (اسلام کے سیاسی اور ادارتی نظام پر صدیوں میں اتنی مفصل جامع کتاب نہیں آئی، اکیڈمیوں کا کام ایک بے سروسامان عالم نے کیا جو سامراجی طاقتوں کی وجہ سے کوئی ایک ٹھکانہ نہیں رکھتا اور خفیہ پھر تار ہتا ہے) فارسی کا مشہور ضرب المل ہے ”شہیدہ کے بودمانند دیدہ“ یقیناً کوئی دیکھنے والا شہید مرحوم کی خدمات اتنی کم مدت میں اتنی زیادہ مقدار میں دیکھ لے تو یہی کہنے پر مجبور ہوگا:

این سعادت بزور بازیست تانہ بخند خدائے بخشندہ

شہادت نے اس چمکتے ہوئے تارے کو ہمیشہ کیلئے آنکھوں سے اوجھل کر دیا جس سے والد کی علمی خدمات پر بڑا اثر پڑا۔ دینی مراکز اور اکابر کو دیکھنے کا شوق، اکابر کی صحت کی برکات: شہید موصوف کو دینی مدارس اور اکابر کو دیکھنے کا بڑا شوق تھا اس جذبے کے بنیاد پر کئی مدارس دیکھے اور اکابر کی زیادت کا شرف حاصل کیا۔ کچھ عرصہ پہلے والد محترم کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ گئے وہاں دارالعلوم کے اساتذہ خصوصاً مہتمم شیخ الحدیث مولانا سیح الحق صاحب سے ملاقات ہوئی۔ علماء نے برکت کی دعائیں دیں اس ملاقات سے موصوف بڑے متاثر اور خوش ہو کر واپس لوٹے۔

شہید مرحوم کے والد ماجد دارالعلوم حقانیہ کے بانی اور مہتمم اول حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی صحبت میں چند سال رہے تھے، فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالحق صاحب اپنی مسجد میں نماز عصر کے بعد جب کبھی جہادی کمانڈر ملاقات کے لئے آتے تو ضرور ان سے مجاہدین اور جہاد کے سلسلہ میں باتیں کرتے اور واقعات سن کر نہایت خوشی کا اظہار کر کے دعائیں دیتے ایک دفعہ ایک جہادی واقعہ سن کر انتہائی خوشی کے عالم میں ۵۰ روپے جیب سے نکال کر مجاہد کمانڈر کو دیئے اور فرمایا آپ نے مجھے بڑی خوشی دی۔ شیخ الحدیث مرحوم کی محبت میں شہید کے والد نے اپنے ایک لخت جگر کا نام عبدالحق دوسرے کا نام سیح الحق رکھا۔ نام کا اثر ہوتا ہے شہید کے دوسرے بھائی غازی عبدالحق میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی اکثر صفات کے ساتھ ساتھ جہادی صفت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

شوق جہاد اور شہادت کی آرزو والدہ کو آخری وصیت، گھر میں آخری رات: جذبہ جہاد میں جوانی تک پہنچنے والا یہ نوجوان ہمہ وقت جہاد اور شہادت کی آرزو میں فانی زندگی کے لمحات گزارتا رہا، اسی شوق میں اپنے ذاتی خرچہ سے کچھ پیسے الگ جمع کرتا رہا، بلا خراپے بھائی غازی عبدالحق سمیت شوال ۱۴۳۱ھ کو جامعہ عثمانیہ میں پڑھنے کے ارادہ سے داخلہ لیا، مگر جذبہ جہاد نے اسباق شروع ہونے سے دودن پہلے افغانستان میں انگریز کے خلاف جنگ لڑنے

پر مجبور کر دیا اور یوں غاصب امریکیوں کے خلاف عملی جہاد کے میدان میں اترنے کو ترجیح دی۔ میں قیامت کے دن آپ سب لوگوں کی سفارش کروں گا، میرے پیچھے کبھی نہیں رونا۔ جب مدرسہ میں امتحانی پر چل کر رہا تھا تب بھی دل و دماغ پر جہاد کا تصور حاوی تھا۔“ والد محترم کی کتاب ”السیاسة والادارة الشرعية“ کا کچھ کام باقی تھا، رات گئے ایک بجے تک دونوں بھائی جاگتے رہے اور اس آخری خدمت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آخر میں والد محترم کے نام ایک تحریر چھوڑی۔ ”میں نے کتاب کو مکمل کر لیا اب کچھ کام باقی نہ رہا اگر کچھ کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی معافی چاہتا ہوں پھر قیامت کے دن ملاقات ہوگی“ صبح سویرے اٹھ کر غسل کر کے کپڑے تبدیل کئے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دونوں بھائی سفر جہاد پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں صوبہ بغلان کے شہر پل خمری کے مضافات میں اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ اسی سفر میں ایک بوڑھی عورت بھی ہے یہ اور آپ سب ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان انگریزوں کے ہاتھوں شہادت نصیب فرمائے۔ ایک ساتھی نے کہا اتنی جلدی شہادت کیوں؟ فرمایا: دنیا میں مزید رہنا پسند نہیں ایسا نہ ہو کہ گناہ میں پھنس جاؤں۔“ اگلے دن دونوں بھائی چار بجے منزل مقصود پر پہنچے اور کمانڈر بدر کی سرکردگی میں جہادی عمل میں معروف ہو گئے ساتھ ساتھ مجاہدین کی بے لوث خدمت پر ساتھیوں میں بڑا مقام پایا، شہید موصوف اپنے مجاہدین ساتھیوں سے بھی اکثر شہادت کی دعا کرواتے۔ آپ نے کئی معرکوں میں حصہ لیا ایک دن کسی کام کے لئے مقام پر رہ گئے جب مجاہدین ساتھی واپس آئے تو شہید موصوف انتہائی خفا نظر آ رہے تھے، کمانڈر نے کہا ناراض نہیں ہونا آئندہ آپ کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے، اس کے بعد دشمن پر ہر حملے میں اپنے کمانڈر کے شانہ بشانہ چلتے۔ صوبہ بغلان میں شاہدین کے نام پر غاصب امریکیوں کا ایک مضبوط مرکز تھا۔ مجاہدین نے ایک دن دو بجے کے قریب ایک فدائی حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۲ کافروا صل جنم ہوئے۔ حملہ مجاہد فاروقی نے کیا تھا پھر اسی دن ۴ بجے کمانڈر بدر کے ہمراہ مجاہدین نے زبردست حملہ کر کے پچیس کافروں کو جنم رسید کیا۔ مجاہدین بحمد اللہ صحیح سالم واپس لوٹے یہ دونوں بھائی بھی شریک تھے۔ زندگی کی آخری اور شہادت کی پہلی رات عبدالرحمن اور تیرہ ساتھی شہادت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد شہید عبدالرحمن رحمانی اپنے بقیہ شہداء ساتھیوں سمیت بروز پیر ۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۸-۱۰-۲۰۱۰ء کو افغانستان کے صوبہ بغلان میں سپرد خاک ہوئے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آ زاد مرد تھا

شہید کے بھائی عبدالحق کی تمنائی تھی کہ اسی راستہ پر جاؤں جس پر چھوٹا بھائی چلا گیا مگر اکابر کے مشورہ سے غازی بن کر گھر واپس پہنچا۔ قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے کفار کی شکست، مجاہدین کی کامیابی اور شہداء کی شہادت کی قبولیت کیلئے خصوصی دعا فرمائیں تاکہ اس کے نتیجے میں افغانستان کے اندر ایسی اسلامی حکومت قائم ہو جائے جو امت مسلمہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور شہید موصوف اور تمام شہداء کے والدین کو اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ امین